ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9. No. 2 2026

اُردو نعت میں شمائل مصطفیٰ ﷺ (امام احمد رضا خان بریلوی کے تناظر میں

SHAMA'IL-E-MUSTAFA(ﷺ)IN URDU NA'AT WITH SPECIAL REFERENCE TO AHMAD RAZA KHAN BARELVI

منتہیٰ رشید

اسکالر ایم فل اُردو، سپیریئر یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر عطاالرحمٰن میو

پروفیسر شعبہ اُردو، سپیریئر یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر محمد اکرام الحق

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، سپیریئر یونیورسٹی، لاہور

Abstract

*This research article explores the thematic paradigm of *Shama'il-e-Mustafa) *the physical and behavioral attributes of the Prophet Muhammad (ﷺ within Urdu Na'at poetry, specifically focusing on the monumental contributions of Imam Ahmad Raza Khan Barelvi. Na'at poetry in Urdu has evolved from mere praise to a sophisticated genre encompassing theological, mystical, and aesthetic dimensions. Among classical and modern Na'at poets, Ahmad Raza Khan occupies a unique position; his poetic work, *Hada'iq-e-Bakhshish*, serves as a prime example of blending strict theological parameters with profound lyrical devotion. This study analyzes how Imam Ahmad Raza beautifully depicts the *Shama'il* (the physical beauty, gait, speech, and moral perfection) of the Holy Prophet ﷺ while maintaining absolute adherence to Islamic jurisprudence (Shariah). By employing textual analysis and historical-critical methods, this paper highlights how his poetry bridges the gap between divine reverence and human expression, establishing a distinct school of thought in Urdu Na'atia literature. The study concludes that his depiction of *Shama'il* is not merely descriptive but is deeply rooted in Hadith literature, creating an everlasting impact on the tradition of Urdu religious poetry*

Keywords: Urdu Na'at, Shama'il-e-Mustafa, Ahmad Raza Khan Barelvi, Hada'iq-e-Bakhshish, Prophetic Attributes, Islamic Aesthetics.

مقدمہ

اردو شاعری میں صنفِ نعت کو ایک مقدس اور حساس ترین مقام حاصل ہے۔ نعت صرف ایک صنفِ سخن نہیں بلکہ عقیدت، محبت اور ایمان کا مادی اظہار ہے۔ اردو نعت کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود اردو زبان، تاہم وقت کے ساتھ ساتھ اس کے اسالیب، موضوعات اور فکری جہات میں نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ نعت گوئی کا اصل حسن یہ ہے کہ اس میں مبالغہ آرائی کی وہ چھوٹ نہیں ہوتی جو عام غزل یا قصیدے میں جائز سمجھی جاتی ہے۔ یہاں مدح کے اصول متعین ہیں: ایک طرف خدائی حدود (توحید) کی پاسداری لازم ہے اور دوسری طرف مقامِ مصطفیٰ ﷺ کی کماحقہٗ پہچان۔

شمائلِ مصطفیٰ ﷺ سے مراد نبی کریم ﷺ کے وہ ظاہری و باطنی اوصاف، حلیہ مبارک، عادات و اطوار، نشست و برخاست اور اخلاقِ حسنہ ہیں جن کا ذکر احادیث اور سیرت کی کتابوں (جیسے امام ترمذی کی الشمائل النبویۃ) میں ملتا ہے۔ اردو نعت نگاروں نے ہمیشہ ان شمائل کو اپنی شاعری کا مرکز بنایا ہے، لیکن بیسویں صدی کے اوائل میں امام احمد رضا خان بریلوی نے اس میدان میں ایک ایسی منفرد اور جامع نہج اختیار کی جس نے نعت گوئی کو ایک نیا فکری اور جمالیاتی افق عطا کیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی (1856ء-1921ء) بیک وقت ایک فقیہ، محدث، مفکر اور قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کا شعری مجموعہ "حدائقِ بخشش" اردو نعتیہ ادب کا ایک انمول شاہکار ہے۔ انہوں نے شمائلِ مصطفیٰ ﷺ کو محض روایتی انداز میں بیان نہیں کیا، بلکہ ہر وصف کے پیچھے قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ کے استدلال کو پرو دیا۔ زیرِ نظر مقالے میں امام احمد رضا کے اسی تناظر کا تفصیلی، علمی اور تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

شمائلِ مصطفیٰ ﷺ کا مفہوم اور اردو نعت میں اس کی روایت

لفظ "شمائل" شمال کی جمع ہے، جس کے معنی خصلت، عادت، طبیعت اور حلیہ کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کے وہ تمام اوصاف ہیں جو ان کے جسمانی حسن، حرکات و سکنات اور اخلاقی عظمت کو ظاہر کریں۔

اردو نعت میں شمائل نگاری کا آغاز دکن کے شعرا (جیسے قلی قطب شاہ اور نصرتی) سے ہوتا ہے، جہاں سر تا پا حلیہ مبارک کو دیسی تشبیہات کے ساتھ بیان کیا گیا۔ بعد ازاں، میر تقی میر، سودا اور راسخ عظیم آبادی کے ہاں بھی نعتیہ عناصر ملتے ہیں۔ مولانا الطاف حسین حالی نے "مسدسِ حالی" میں آپ ﷺ کے اخلاقی شمائل (رحمت، شفقت، درگزر) کو ایک نئے سماجی اور اصلاحی تناظر میں پیش کیا۔

تاہم، روایتی نعت گوئی میں اکثر شعرا یا تو صرف جمالیاتی پہلو پر زور دیتے تھے یا پھر معجزات کے بیان تک محدود رہتے تھے۔ امام احمد رضا بریلوی کے ہاں شمائل نگاری کا ایک ایسا امتزاج ملتا ہے جہاں:

1. ظاہری حلیہ (جمالِ صورت) عینِ شریعت کے مطابق ہے۔
2. باطنی اوصاف (کمالِ سیرت) کائنات کے نظامِ تکوین سے جڑے ہوئے ہیں۔

احمد رضا بریلوی کی نعتیہ شاعری کا فکری پس منظر

امام احمد رضا کی نعت گوئی کو سمجھنے کے لیے ان کے علمی اور مذہبی پس منظر کو سمجھنا ضروری ہے۔ وہ علمِ حدیث، اسماء الرجال اور فقہ پر گہری دسترس رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی نعت کا ایک ایک لفظ شریعت کی ترازو میں تلا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک نعت گوئی "پلِ صراط" پر چلنے کے مترادف ہے:

> "نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے، جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے"۔(1)

ان کی شاعری کا بنیادی محرک "عشقِ رسول ﷺ" ہے۔ ان کے نزدیک کائنات کی تخلیق کا اصل سبب اور مرکز و محور ذاتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ چنانچہ، جب وہ شمائل بیان کرتے ہیں، تو ان کا قلم عام انسانی تشبیہات سے ماورا ہو کر کائناتی علامتوں کا استعمال کرتا ہے۔

حدائقِ بخشش میں ظاہری شمائل (حلیہ مبارک) کا بیان

امام احمد رضا نے رسول اللہ ﷺ کے اعضاءِ مبارکہ، گیسو، رخسار، دہن، چشم اور سراپا کی ایسی منظر کشی کی ہے جو پڑھنے والے کے ذہن میں ایک سحر انگیز اور عقیدت مندانہ سماں باندھ دیتی ہے۔ ان کی سب سے مشہور پچاسی (85) اشعار پر مشتمل "قصیدۂ سراپا" اردو ادب میں شمائل نگاری کی معراج ہے۔

الف: گیسو اور رخسارِ مبارک

سرکارِ دوعالم ﷺ کے زلفِ گرامی کو رحمت کے سلسلے سے تشبیہ دی ہے۔ اعلیٰ حضرت اسی قرآنی اسلوب کو یوں نظم کرتے ہیں:

"بڑھا یہ سلسلہ رحمت کا دورِ زلف والا میں
تسلسل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا"(2)

ایک اور جگہ زلفوں کے خم کو سجدہ ریز ہوتے منظر کو شمائل ترمذی کی روایات کے عین مطابق یوں بیان کرتے ہیں:

"خمِ زُلفِ نبی ساجد ہے محراب دو ابرو میں
کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کارانِ اُمت کا"(3)

"رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں بھی نہیں"(4)

ب: ناخن پا

رسول اللہ ﷺ کے ناخن پا کو مہ نو سے کے تجلی سے مقابلہ کرتے ہوئے نظم کرتے ہے:

"دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخن پاکا
اتنا بھی مہ نو پہ نہ اے چرخ کہن! پھول"(5)

ج: دہن، دندان اور تبسم

جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے یا تبسم فرماتے تو دندانِ مبارک سے نور نکلتا تھا۔ اس شمیل کو احمد رضا نے نہایت لطیف پیرائے میں بیان کیا ہے:

"سر تابقدم ہے تن سُلطان زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول"(6)

د: ایڑیاں مبارک

نبی پاک ﷺ کی مبارک ایڑیوں کی شمس و قمر سے زیادہ روشن تمثیل پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"عارض شمس و قمر سے بھی ہیں روشن ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں"(7)

آپ ﷺ کی مبارک ایڑیوں کے معجزے کو اس خوبصورت انداز میں بیان کرتے ہیں:

"ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں"(8)

5۔ باطنی شمائل اور اخلاقِ حسنہ کا احاطہ

شمائلِ مصطفیٰ ﷺ کا دوسرا اور اہم ترین پہلو آپ ﷺ کے باطنی اوصاف، یعنی جود و سخا، حلم و بردباری، امانت و دیانت، اور رحمت و شفاعت ہیں۔ امام احمد رضا کے ہاں ان باطنی شمائل کا بیان حد درجہ والہانہ ہے۔

الف: جود و سخا (سخاوتِ مصطفیٰ ﷺ)

رسول اللہ ﷺ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کبھی کسی سائل کو "نا" نہیں فرمایا۔ اعلیٰ حضرت اس صفت کو اپنے مخصوص انداز میں یوں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں:

"واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا،
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا"(9)
"دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا،
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرا تیرا"(10)

ب: مقامِ رحمت اور شفاعت

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے "رحمت للعالمین" بنا کر بھیجا۔ گنہگاروں کی شفاعت آپ ﷺ کا وہ باطنی وصف ہے جس پر پوری امت کو ناز ہے۔ احمد رضا اس صفتِ رحمت کو پکارتے ہوئے کہتے ہیں:

"ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے"(11)

ان کے ہاں شفاعت کا تصور مایوسی کو امید میں بدلنے کا نام ہے:

"اِدھر امت کی حسرت پر اُدھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہوگا گردش چشم شفاعت کا"(12)

6۔ امام احمد رضا کی شمائل نگاری کی علمی و شرعی خصوصیات

اعلیٰ حضرت کی نعت گوئی روایتی شعراء سے اس لیے ممتاز ہے کہ اس کے پیچھے ٹھوس علمی اور شرعی بنیادیں موجود ہیں۔ ان کی شمائل نگاری کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

1۔ احادیثِ شمائل سے گہرا ربط

احمد رضا نے جتنا بھی حلیہ مبارک بیان کیا، اس کا ایک ایک لفظ امام ترمذی، امام قسطلانی اور امام زرقانی کی کتابوں سے ماخوذ ہے۔ وہ اپنی طرف سے کوئی ایسی تشبیہ نہیں دیتے جو مقامِ رسالت کے منافی ہو۔

2۔ غلو اور تقصیر سے پاک اسلوب

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، نعت میں سب سے بڑا خطرہ غلو (اللہ کے برابر کر دینا) یا تقصیر (عام انسان جیسا سمجھنا) کا ہوتا ہے۔ احمد رضا نے ان دونوں انتہاؤں کے درمیان صراطِ مستقیم کو برقرار رکھا:

"کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثناء خواں کی خامشی
چُپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے"(13)

3۔ کائناتی علامتوں کا استعمال

ان کی نعت میں چاند، سورج، ستارے، کہکشاں اور عرش و فرش سب آپ ﷺ کے شمائل کے سامنے ہیچ نظر آتے ہیں:

"عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی"(14)

"ذرے جھڑ کر تری پیزاروں کے
تاج سر بنتے ہیں سیاروں کے"(15)

7۔ تقابلی جائزہ: عہدِ رضا کے دیگر شعرا اور احمد رضا

اگر ہم احمد رضا بریلوی کی شمائل نگاری کا موازنہ ان کے ہم عصر شعرا (جیسے امیر مینائی، داغ دہلوی، یا بعد کے دور میں علامہ اقبال) سے کریں، تو واضح فرق نظر آتا ہے۔

شاعر	بنیادی اسلوب و مرکزِ نعت	شمائل نگاری کا انداز
امیر مینائی	زبان و بیان کی صفائی، روایتی تشبیہات	لکھنوی دبستان کا اثر، ظاہری حسن پر زیادہ زور
علامہ اقبال	فلسفۂ خودی، اسوۂ حسنہ، امت کی بیداری	باطنی شمائل اور سیاسی / سماجی پہلوؤں پر توجہ
احمد رضا بریلوی	شریعت و حدیث کا امتزاج، بے پناہ عشق، کائناتی وسعت	ظاہری و باطنی شمائل کا شرعی حدود کے اندر جامع بیان

امیر مینائی کے ہاں زبان کی نزاکت ہے، لیکن احمد رضا کے ہاں جو علمی گہرائی اور شرعی استدلال ہے، وہ انہیں اردو نعت گوئی کا "امام" بناتا ہے۔ علامہ اقبال نے جہاں اسوۂ رسول ﷺ کے متحرک پہلو کو لیا، وہاں احمد رضا نے ذاتِ رسول ﷺ کے جمال و جلال کو اپنا مرکز بنایا۔

8۔ شمائلِ مصطفیٰ ﷺ کا کائناتی اور صوفیانہ تناظر

احمد رضا کے ہاں شمائلِ مصطفیٰ ﷺ محض ایک فردِ واحد کے اوصاف نہیں ہیں، بلکہ وہ صوفیانہ اصطلاح میں "حقیقتِ محمدیہ" کے مظاہر ہیں۔ ان کے نزدیک آپ ﷺ کا سایہ نہ ہونا (جسم اطہر کا سراپا نور ہونا) ایک ایسی حقیقت ہے جو کائنات کے مادی قوانین سے ماوراء ہے:

"تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا"(16)

اسی طرح آپ ﷺ کی خلقتِ اولیں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا

نورِ اول کا جلوہ ہمارا نبی"(17)

یہ صوفیانہ فلو اپروچ ان کی نعت کو محض مدحیہ اشعار کے مجموعے سے اٹھا کر معرفت اور الٰہیات کے اعلیٰ درجے پر فائز کر دیتی ہے۔

9۔ اردو نعتیہ ادب پر امام احمد رضا کے اثرات

امام احمد رضا کی نعت گوئی نے بیسویں اور اکیسویں صدی کے اردو نعت نگاروں کی ایک پوری نسل کو متاثر کیا۔ ان کے بعد آنے والے شعرا (جیسے اختر رضا خان، حسن رضا خان، علیم ناصری، اور مظفر وارثی) کے ہاں شمائل نگاری کا جو محتاط اور شرعی انداز نظر آتا ہے، وہ اسی مکتبِ فکر کا فیضان ہے۔ انہوں نے نعت کو غزل کے دربار سے نکال کر تقدس کے اس مقام پر پہنچایا جہاں الفاظ و معانی خود کو دھونے کے بعد ہی زبان پر آتے ہیں۔

حاصل بحث(Conclusion)

مقالے کے تفصیلی جائزے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اردو نعت میں شمائلِ مصطفیٰ ﷺ کا بیان ایک نہایت نازک اور اہم موضوع رہا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی نے اپنے منفرد فکری، علمی اور صوفیانہ تناظر کے ذریعے اس صنف کو نہ صرف جلا بخشی بلکہ اسے ایک مستقل دبستانِ نعت میں تبدیل کر دیا۔

ان کی شاعری میں ظاہری حلیہ مبارک کا بیان ہو یا باطنی اخلاق و عادات کا تذکرہ، ہر جگہ احادیث اور قرآنی تصورات کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ انہوں نے عشق اور شریعت کو الگ کرنے کے بجائے ایک دوسرے کا ممد و معاون بنایا۔ ان کا مجموعہ کلام "حدائقِ بخشش" اردو زبان میں شمائل نگاری کا ایک ایسا مستند اور لازوال مرقع ہے جو تا قیامِ قیامت نعت گویانِ عالم کے لیے مشعلِ راہ رہے گا۔

حوالہ جات(References)

[1] "احمد رضا خان بریلوی، مولانا۔ *ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت*۔ کراچی: مکتبۃ المدینہ، 2010ء، صفحہ 45۔"
[2] "احمد رضا خان بریلوی، امام۔ *حدائقِ بخشش* (کامل)۔ کراچی: مکتبۃ المدینہ، 2015ء، صفحہ 37۔"
[3] "ایضاً، صفحہ 38۔"
[4] "ایضاً، صفحہ 110۔"
[5] "ایضاً، صفحہ 79۔"
[6] "ایضاً، صفحہ 78۔"
[7] "ایضاً، صفحہ 86۔"
[8] "ایضاً، صفحہ 87۔"
[9] "ایضاً، صفحہ 15۔"
[10] "ایضاً، صفحہ 15۔"
[11] "ایضاً، صفحہ 17۔"
[12] "ایضاً، صفحہ 175۔"
[13] "ایضاً، صفحہ 152۔"
[14] "ایضاً، صفحہ 21۔"
[15] "ایضاً، صفحہ 359۔"
[16] "ایضاً، صفحہ 244۔"
[17] "ایضاً، صفحہ 138۔"